کالا تل

گھٹا ٹوپ اندھیرے میں جگنو اور
خوبصورت وسپید چہرے پر کالا تل
چھوٹے اور بے قدر ہونے کے باوجود
بڑا رنگ جماتے ہیں

تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی

باہتمام
حضرت علامہ مولانا
سید حمزہ علی قادری

عطاری پبلشرز
Phone : 2446818 Mobile : 0300-8771889
E-mail : karwaneattari@hotmail.com

از

فیضِ ملّت ، شمس المصنّفین ، اُستاذ العرب والعجم ، مُفسّرِ اعظم پاکستان ، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ

حضرت علامہ ابوالصالح مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگراس کتاب میں کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی نسلّم علی رسو لہ الکریم

اما بعد! حضرتِ انسان اللہ تعالٰی کی شان کا بہترین مظہر ہے خود اللہ تعالٰی نے اسے خوب شرف بخشا۔ عالم کبیر کا نمونہ اُسے بنا کر اُسے عالم صغیر کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اِسی لیے اِس کا ہر پروگرام نرالا ہے۔ ہم نے اِس کے کالے تِل پر بحث کرنی ہے کہ یہ بھی اِس کی شخصیت کا ترجمان ہے جیسے انسان کا رنگ اُس کی شخصیت کی ترجمانی کرتا ہے۔

چنانچہ انسانی اجناس اور اُن کی اقسام کے بارے میں مفکرین کی رائے ہے کہ انسان کو پانچ (۵) قسم کی اجناس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) قفقاسی یا سفید جنس

(۲) زنجی یا سیاہ جنس

(۳) منگولی یا زرد جنس

(۴) گندمی یا ملایائی جنس

(۵) برِاعظم کے قدیم باشندے یعنی سرخ جنس

بعض لوگوں نے اس تقسیم کو مختصر کر کے تین (۳) اقسام میں محدود کر دیا ہے۔ زرد، گندمی اور سرخ۔

گندمی یا سیاہ جنس والے بعض صفات میں مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر سائیس اپنی کتاب ''الاجناس القدیم'' میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ حبشیوں یا کالوں کا چہرہ لمبوترہ اور نتھنے کشادہ ہوتے ہیں۔ اُن کی ٹھوڑی سکڑی اور پتلی ہوتی ہے۔ اُن کے ہونٹ موٹے بھدے اور دانت بڑے ہوتے ہیں۔ عام طور پر اُن کی عقل ڈاڑھ جلد نکل آتی ہے لیکن دیر میں ٹوٹتی ہے۔ اُن کی کھوپڑی پھیلی ہوئی اور بازو لمبے ہوتے ہیں۔ اُن کی پنڈلی کا گوشت موٹا اور بھدا ہوتا ہے۔ اور اُن کے پیروں کی ہڈی پھیلی ہوئی اور انگوٹھا کٹرا ہوا ہوتا ہے۔ فنون (فن کی طرح) کی طرف اُن کا میلان بالعموم کم ہوتا ہے البتہ وہ گانے بجانے کے شوقین ہوتے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ احساس وشعور سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ غور وفکر کی دعوت اُسے زیادہ متاثر نہیں کرتی۔

سیاہ فام لوگوں میں رنگ کی سیاہی جسمانی کھال یا جلد کی گہرائی تک نہیں پہنچتی ہے۔ تمام انسانی کھال کی اوپری جھلی تک محدود ہوتی ہے جو کھال سے ملی ہوئی ہوتی ہے جسے ہم ''بشرہ'' کہتے ہیں۔ یہ سیاہی اندر کی سطح تک نہیں پہنچتی۔ اِس یہ سے ظاہر ہوا کہ محض جلد کے رنگ کا سیاہ ہونا کسی انسان کے کمتر یا اندر سے سیاہ کی علامت نہیں ہے جس کی وجہ سے اُسے کمتر تصور

کیا جائے۔

اسلام وہ پہلا اور منفرد مذہب ہے جس نے آج سے سینکڑوں برس قبل رنگ و نسل، کالے گورے، امیر و غریب اور عرب و عجم کی تمیز اُٹھادی اور بنی نوعِ انسان کے تمام افراد کو ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا۔

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

اسلام نے مادی زندگی اور اُس کے اقدار کو روحانی زندگی کے اعلیٰ اقدار کے ماتحت کر کے ہر قسم کی اونچ نیچ کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا، اس کی مثال رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت ہے جس میں ایک طرف حضرت ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور اہلِ مکہ کے معزز ترین خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہستیاں ہیں اور دوسری طرف انہی نفوسِ قدسیہ کے درمیان شان و اعزاز کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رباح بھی ہیں جو ایک غریب ضعیف حبشی النسل غلام تھے۔ لیکن اتنی عظیم الشان شخصیت کہ بڑی سے بڑی قد آور شخصیات اُن کے سامنے اقل قلیل (بہت ہی کم) نظر آتی ہیں۔

تِل سے شخصیات کا تعارف

تِل اکثر انسانوں میں جسم کے مختلف مقامات پر ہوتے ہیں وہ جہاں ہو وہی اُسی شخصیت کا تعارف ہے کیونکہ تِل کا رنگ اُس کا محلِ وقوع اور اُس کی بناوٹ انسانی کردار کے مختلف پہلوؤں کو کھولنے کا کام کرتے ہیں۔ گول تل انسان کی اچھائیوں کو ابھارتے ہیں۔ تکونے تِل درمیانے درجے کی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ ترچھے اور نوکیلے تل اچھائی اور بُرائی دونوں کی اطلاع دیتے ہیں۔ ہلکے رنگ والے تل سب سے بہتر اور خوش نصیبی کی علامت ہوتے ہیں۔ کالے تِل عمدہ نتائج سے قبل آنے والی دشواریوں کے غماز (اشارے) ہوتے ہیں۔

یہ تھیں عام سی باتیں آیئے اب شخصیت اور کردار تِل کے آئینہ میں دیکھیں۔

آنکھ کے اندر تِل: صلاحیتوں پر غربت کا سایہ رہتا ہے اگر یہ آنکھ کے سرے پر ہو تو ایسا شخص ایماندار اور قابلِ بھروسہ ہوتا ہے۔ اِسے شفقت کا رویہ درکار رہتا ہے اور حوصلہ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ماتھے پر تِل: اگر پیشانی پر ہو تو صاحبِ زر و مال ہوتا ہے اور اِس کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں۔ اور اگر ماتھے کے بیچوں بیچ یعنی درمیان میں ہو تو عزت و دولت منصب ہوتی ہے اور خوشیاں ملتی ہیں۔ اگر دائیں یا بائیں ہوں تو پھر

بھنوؤں کی خصوصیات میں دیکھیے۔

گالوں پر تِل: کسی بھی گال پر ہو نہایت گہری مستقل مزاج شخصیت کی علامت ہے۔ یہ آدمی ہر معاملے میں درمیانہ رویے کا قائل ہوتا ہے اور شدّت پسند نہیں ہوتا۔ اِسے روپے پیسے کی کچھ ہوس نہیں ہوتی۔ اِس کے بغیر بھی خوش رہ سکتا ہے۔ بائیں جانب گال کا تِل بے وفائی کی دلیل ہے وہ خود بے وفا ہوگا یا اِس کے یار، دوست، خویش (قریبی رشتے دار) و اقارب اُس سے بے وفائی کریں گے۔

ٹھوڑی پر تِل: کسی بھی جانب کیوں نہ ہو۔ بڑی اچھی علامت ہے، قابلِ رشک شخصیت ہوتی ہے یہ لوگ ہمدرد، پُر محبت اور فیاض ہوتے ہیں۔ اِنہیں منفرد حضرات سے لگاؤ ہوتا ہے دوسرے لوگوں کی اچھی باتیں اپنانے کا فن اِنہیں خوب آتا ہے کسی قسم کی ذمہ داری اِنہیں بلا خوف و خطر سونپی جا سکتی ہے۔

کان پر تِل: یہاں تِل بہت کم ملتا ہے۔ اگر مل جائے تو کیا کہنا غیر متوقع دولت کی نشانی ہے۔

سینہ پر تِل: ایسا مرد مالدار ہوتا ہے۔ اگر عورت کے ہو تو وہ عقل مند ہوتی ہے اور اِس کی زندگی خوشی سے گزرتی ہے۔ مگر بعض کے نزدیک سخت غصہ ور شخصیت کی پہچان ہے کاہلی اور تلون (چنچل اور چھچھورا پن) اِس کے حامل میں بہت ہوتی ہے۔ اِس میں عزائم پسندی نہیں ہوتی اور جامہ قسم کا انسان ہوتا ہے۔ اگر تِل بائیں طرف ہو (عورت اور مرد دونوں کے لیے) تو صورت حال دوسری ہوتی ہے۔ حامل بے حد باعمل اور طرار (چالاک اور ہوشیار) ہوتا ہے۔ روپیہ پیسہ کمانے میں بہت تیز ہوتا ہے۔

بازوؤں پر تِل: اگر حامل مرد ہے تو علامت ہے کہ خوش اخلاق ہونے کے علاوہ ایسا شخص محنتی، خوش مزاج اور اچھے تعلقات رکھنے والا ہوتا ہے۔ اگر یہی تِل کہنیوں کے نزدیک ہو تو ایسے شخص کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے خاصی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ عورتوں میں یہی خصوصیات زیادہ ملتی ہیں مگر وہ اپنے پیشے میں دشواری کا شکار رہتی ہیں۔

اگر بازو راست (سیدھے بازو) پر ہو تو چُست و چالاک اور خوب جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اگر عورت کے ہو تو وہ سوائے اپنے شوہر کے کسی اور کو نہیں چاہتی۔

بغل میں تِل: بائیں بازو کے بغل پر تِل ہو تو بچپن میں شدید مصائب (تکلیفوں اور مصیبتوں) کا سامنا رہتا ہے۔ مگر مستقبل بے شک تابناک ہوتا ہے۔ دائیں بازو کے بغل پر تِل ہو تو مستقبل میں چوکس اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے تا کہ مستقبل کی دشواریوں سے نپٹا جا سکے۔

کہنی پر تِل: سفر کی بے پناہ خواہش ہوتی ہے مگر بے حد غیر مستقل مزاج، متذبذب (کش مکش میں پڑنے والا) ذہنیت

،فنونِ لطیفہ سے بے پناہ رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور یہ لوگ چاہیں تو بہت کما سکتے ہیں مگر مشکل سے ہی ہاتھ پیر ہلاتے ہیں۔

ہاتھ پر تِل: بے حد باصلاحیت شخص کی پہچان ہے۔ ایسے شخص کو دولت عزت اور شہرت سبھی کچھ میسر آتا ہے۔

ہتھیلی پر تِل: اگر ہتھیلی پر کسی جگہ ہو تو دست شناسی (ہاتھ دیکھنے کا علم) کے اُصولوں کے تحت پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن عام طور پر اِنہیں اچھا نہیں سمجھا جاتا اور عموماً اِنہیں حادثوں کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

گردن پر تِل: غیر متوقع دولت اگر سامنے ہو تو دونوں جانب میں سے کسی بھی سمت ہو تو ایسے شخص کا رویہ نامناسب ہوتا ہے۔ اگر عقب میں ہو تو ضرورت ہوتی ہے کہ ہاتھ روک کر خرچ کیا جائے۔

ہونٹوں پر تِل: نہایت فیاض شخصیت ہوتے ہیں۔ اِس آدمی کو ہمیشہ بہتر سے بہتر ماحول کی جستجو پریشان رکھتی ہے۔ تاہم لب پر تل کا نشان خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کی علامت ہوتا ہے۔

ناک پر تِل: ایک مخلص دوست مگر متلون (غیر مستقل) مزاج ہوتا ہے۔ یہ آدمی ہمہ وقت روپیہ بنانے کے چکر میں رہتا ہے۔ خواہ منصوبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔

کلائی پر تِل: کفایت شعار، طباع (غیر معمولی ذہین)، خوش تدبیر، ایجاد کا ماہر، قابلِ بھروسہ۔ اگر عورت کے ہو تو صرف ایک شادی مرد کی کلائی پر ہے تو دو شادیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

کاندھوں پر تِل: بے تاب اور سیماب صفت (پارے کی طرح بے چین)، سیر و سفر کا جویا، داہنے کاندھے پر دور اندیش، کفایت شعاری، بہت محنتی اور اچھا شوہر یا اچھی بیوی، اگر بائیں کندھے پر ہو تو قناعت پسند ہوتا ہے۔

پیٹ پر تِل: ایسے اشخاص خود اپنے آپ پر بہت توجہ دیتے ملتے ہیں۔ خود کھاتے پیتے ہیں اور روپیہ اُڑانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ اِن میں ویسے تو ٹھنڈے مزاج والے لوگ بھی ملتے ہیں۔ اِنہیں اپنے اوپر اچھا اختیار ہوتا ہے۔

پیٹھ پر تِل: پیٹھ پر تل والے کسی قسم کی سودے بازی سے قبل از حد محتاط رہیں اور جب تک سودا کھرا نہ ہو ہاتھ نہ ڈالیں۔

ناف پر تِل: مرد ہو تو بے حد خوش نصیب، عورت ہو تو اُسے بہت سے بچوں کی خواہش ہو گی۔

جانگھ (ران) پر تِل: دائیں جانگھ پر خراب صحت، خواہ آدمی خوشحال ہی کیوں نہ ہو۔ بائیں جانگھ پر خراب صحت اور غربت کی علامت ہے۔

کولھوں پر تِل: ایسے لوگ عزائم پسند نہیں ہوتے جو کچھ مل جائے اُس پر قانع (قناعت کرنے والے) ہو جاتے ہیں۔ خواہ غریب ہی کیوں نہ رہیں۔ ہاتھ پیر نہیں ہلاتے۔

ران راست پر تِل: مرد ہو تو سسرال والے صاحبِ جائیداد ہونگے اور عورت باوفا ملے گی اور ہمیشہ خوش رہیں گے اگر عورت کے ہو تو نیک باعصمت اور خاوند مالدار ہوگا۔

گھٹنے پر تِل: دائیں گھٹنے پر ہوتو یار باش (زندہ دل اور خوش مزاج) شخص کی پہچان ہے۔ اِسے گھر اور خاندان سے بے حد لگاؤ ہوتا ہے بہترین تاجر کی نشانی ہے۔

پیروں پر تِل: سخت محنت کے ذریعے بچپن کی دشواریوں پر عبور ملتا ہے۔ کاہلی بھی پائی جاتی ہے۔ اِنہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

تلوؤں پر تِل: بے حد غمزدہ رہنے والا آدمی ہوتا ہے اور صحت سے غافل رہتا ہے۔ تنہائی کو محفل پر ترجیح دیتا ہے۔

ایڑھی پر تِل: دماغ اور جسمانی طور پر بے حد تیز اور طرّار شخص کی پہچان ہے، چاہے تو بہت کچھ کرسکتا ہے دولت بھی مل سکتی ہے۔ مگر عموماً معمولی معمولی چیزوں پر لڑتا اور اُلجھتا رہتا ہے۔

پاؤں کی چھت پر تِل: کھلاڑی مزاج اور سخت جھگڑالو، نہایت چھپا شخص ہوتا ہے۔

ٹخنوں پر تِل: اگر حامل مرد ہے تو اِسکی علامت بزدلی اور دبو پن (کسی کے دباؤ میں آنے والے) کی ہے اگر عورت ہے تو یہ خوش مزاجی اور تعاون پسندی کی علامت ہے۔

جڑواں تِل: اگر کسی مقام پر دو (۲) تِل ہوں، مثلاً ٹھوڑی پر دونوں جانب تو ایسے تِلوں کو جڑواں تِل کہتے ہیں۔ ایسے اشخاص دوہری شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر کسی مقام پر بالکل آس پاس دو (۲) تِل موجود ہوں تو اِس کا مطلب ہوتا ہے دو (۲) محبتیں۔ یعنی ایسے لوگ دو (۲) محبتیں کرتے ہیں۔

سیدنا عزیر علیہ السلام کا تِل

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑھی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھرا عرض کی دن بھر ٹھرا ہوں گا، یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(پارہ۳، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۵۹)

قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ قصہ تیسرے (۳) پارہ کے دوسرے (۲) رکوع میں ہے کہ آپ کو ایک سو (۱۰۰) سال کے بعد نئی زندگی ملی تو آپ اپنی آرام گاہ (جہاں سو (۱۰۰) سال گذارے) سے اُٹھے اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر محلّہ میں تشریف لائے۔لیکن نہ اُنہیں لوگ پہچانتے تھے اور نہ وہ لوگوں کو، بلکہ مکانات کی ہیئت بھی تبدیل تھی۔اپنے گمان پر ہی چلتے چلتے اپنے گھر پہنچے، وہاں ایک بڑھیا نابینا اور بالکل اُٹھنے بیٹھنے سے عاجز موجود تھی۔اِسی بڑھیا نے حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا۔حضرت عزیر علیہ السلام گھر میں داخل ہوتے ہی فرمانے لگے یہ گھر عزیر کا ہے۔

بڑھیا بولی: ہاں! ہے تو اُنہیں کا۔لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کے ذکر سے تمہیں کیا غرض؟ اُنہیں تو اِس وقت پوری صدی (سو (۱۰۰) سال) گزر گئی۔اب ان کا نشان تک باقی نہیں رہا اور یہ کہہ کر خوب روئی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! عزیر (علیہ السلام) میں ہی ہوں۔

بڑھیا بولی: سبحان اللہ عزوجل! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کہاں عزیر علیہ السلام اور کہاں تم؟

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صدی تک موت دے دی تھی۔اب اس نے مجھے پھر زندہ فرمایا ہے۔

بڑھیا بولی: اگر ایسی بات ہے اور واقعی تم عزیر (علیہ السلام) ہو تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ مستجاب الدعوات (جس کی دُعا قبول ہو) تھے۔اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو میرے لیے دعا مانگو تا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس لوٹا دے۔اِس پر مجھے یقین ہو گا کہ واقعی تم عزیر علیہ السلام ہو۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے اُس بڑھیا کے لیے دعا مانگی اور اپنا ہاتھ اُس کی آنکھوں پر پھیرا تو اُس بڑھیا کی بینائی واپس آ گئی۔آپ نے اُس کے دونوں (۲) ہاتھ پکڑے اور فرمایا:

قم باذن اللّٰہ

یعنی اللہ تعالی کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو۔

چنانچہ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بالکل صحیح وسالم اور تندرست تھی گویا کہ اُس کے پاؤں میں رسی تھی اور اُس نے اُس سے نجات پائی ہے۔ بڑھیا نے غور سے دیکھا تو واقعی وہی حضرت عزیر علیہ السلام تھے تو فوراً کہا:

اشهدانك عزير

یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ واقعی عزیر (علیہ السلام) ہیں۔

وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے محلوں میں چل پڑی۔ بنی اسرائیل اپنی مجلسوں کے مختلف مشاغل میں مصروف تھے اُن میں عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ بھی تھے جو اُس وقت ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) سال کے تھے بلکہ اُن کے پوتے، پر پوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔

بڑھیا نے زور سے پکارا: بھاگ کے آجاؤ! عزیر علیہ السلام تمہارے ہاں تشریف لائے ہیں۔ لوگوں نے بڑھیا کی ایک نہ سنی۔

بڑھیا نے کہا: ذرا غور تو کرو یہ اِنہی کی دعا ہے کہ میں اِس حالت میں ہوں یعنی بینائی مل گئی اور تندرست ہوگئی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں نے یقین کرلیا اور عزیر علیہ السلام کی طرف ٹوٹ پڑے۔ عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرے باپ کے دو (۲) بازوؤں کے درمیان ہلال کی طرح ایک سیاہ تِل تھا۔ اگر وہ ہے تو سمجھوں گا کہ واقعی آپ میرے باپ (عزیر علیہ السلام) ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دونوں بازو کھولے تو واقعی وہ تِل موجود تھا۔

بخت نصر (ایک بادشاہ کا نام) نے اپنے دور میں چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) تورات کے حفاظ کو قتل کرا دیا تھا۔ اِس کے بعد اُن کے پاس تورات کا ایک نسخہ بھی نہ رہا اور نہ ہی کسی کو تورات زبانی یاد تھی۔ لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے تمام تورات اُن سب کو سنادی، اور ایسی صحیح کہ زیر وزبر اور نقطے کا بھی فرق نہ آیا۔ جن لوگوں کو بخت نصر نے قیدی بنایا تھا اُن کی اولاد میں سے ایک وہاں موجود تھا جو کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد بیت المقدس میں آکر مقیم ہوا، کہنے لگا کہ: میرے باپ نے مجھے دادا کی بات سنائی کہ ہم نے بخت نصر کی قید کے دوران تورات کو انگور کے باغ میں دفن کردیا تھا۔ اگر مجھے اپنے دادا کے باغ کی نشاندہی کراؤ تو میں تمہیں وہ تورات نکال دوں گا۔ چنانچہ وہ سب لوگ اُس باغ میں پہنچے تو وہاں سے تورات نکال کر عزیر علیہ السلام کی قرأت کا مقابلہ کیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔ تب اُنہیں یقین ہوا کہ یہ واقعی وہی عزیر علیہ السلام ہیں۔ لیکن بد قسمتوں نے کہنا شروع کردیا کہ عزیر (علیہ السلام) ابن اللہ ہیں۔ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ اِس نسبت سے پاک اور منزہ ہے۔

روح البیان، پارہ 3)

سبق

اِس قصہ میں سبق ہے کہ جو شخص دُعا کے آداب بجالائے تو اُس کی دُعا ضرور جلد قبول ہوتی ہے جس میں اُسے کوئی مشقت بھی نہ ہوگی۔ جب دعا کے آداب بجانہ لائے تو پھر اُسے ضرور مشقت ہوتی ہے اور قبولیت میں بھی دیر ہوتی ہے۔

فــائـده: حرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ پر مخالفینِ کمالاتِ انبیاء علیہ السلام کے اعتراضات اور اُن کے جوابات فقیر کی تصنیف ''تفسیرِ اویسی'' میں ہیں اور یہ واقعہ ایک قسم کی پہیلی بھی ہے۔ فقیر نے ''رسالہ اسلامی پہیلیاں، حصہّ اوّل'' میں مفصل لکھ دیا ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کا لا تِل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ یمن میں کپڑے کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے ایک بہت بڑے شیخ سے ملاقات کی اُس وقت اُن کی عمر تین سو نوے (۳۹۰) برس تھی اور وہ اپنے زمانہ میں بہت بلند پایہ عالم تسلیم کئے جاتے تھے۔ میری اُن سے بات چیت ہوئی وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے آپ حرمِ مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ: جی ہاں۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ : جی ہاں! میں قبیلہ بنی تمیم سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

شیخ ازدی: بس اب مجھے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ: جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمایئے۔ کیا ارشاد ہے

شیخ ازدی: آپ اپنے پیٹ سے کپڑے اٹھائیں میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ : میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ازدی: میرا علم نہایت وسیع ، ملاوٹ اور مبالغے سے بالکل صاف ہے اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔ اِس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہورہا ہے کہ حرم مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور ایک کہل (اُدھیڑ عمر کا انسان) اُس کا مددگار ہوگا۔ اُدھیڑ عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ اُن کے پیٹ پر ناف کے اوپر سیاہ تِل ہوگا اور اُن کی بائیں ران پر بھی ایک نشان ہوگا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دکھلا دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرتہ اُٹھایا۔ شیخ نے آپ کی ناف کے اوپر تِل دیکھ کر فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! کہ آپ ہی اُس آخری مقدس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاون ہیں اور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہِ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا، صراطِ مستقیم سے رائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے یمن میں اپنا کام کاج مکمل کیا اور شیخ سے الوادعی ملاقات کی۔ شیخ نے مجھے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دینا"۔

شیخ کا پیغام

"میری عمر تین سو نوے برس تک پہنچ چکی ہے اور میرا بدن کمزور ہوتا جارہا ہے اِس لمبی عمر میں بہت سے عبرت آموز واقعات میں نے دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے مستفیض ہونا نصیب ہوجائے۔ **الحمد لله عزوجل** کہ مجھے وہ بابرکت زمانہ نصیب ہوا میں اگرچہ اُن سے دور ہوں۔ لیکن میں اُن کی ختمِ رسالت اور دعوتِ حقہ کو دل سے قبول کر چکا ہوں"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ کی نصیحت اور پیغام لے کر مکۂ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دینِ حقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میرے پاس عقبہ بن ابی شیبہ بن ربیعہ اور ابو جہل آئے اور کہا کہ "محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے"۔ اِس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ "یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے راستہ کے خلاف نئے راستہ کی دعوت دی اور لوگوں کی نظروں میں جو عظمت حاصل تھی اُس کو کھو بیٹھے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک میں آپ کی طرف اور دنیا بھر کے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ بس تم

اللہ پر ایمان لاؤ''۔

میں نے کہا ''نبوت پر کیا دلیل ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''وہ شیخ جس کو آپ یمن میں ملے تھے''۔

میں نے کہا۔ ''میں یمن میں کاروباری سلسلہ میں بہت سے مشائخ سے مل چکا ہوں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ شیخ جس نے آپ کو نصیحت فرمائی اور پیغام دیا''۔

میں نے کہا۔ ''اے میرے محبوب ترین دوست! آپ کو میری اور شیخ کی بات چیت کا پتہ کس نے دیا''۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''مجھے اُس اللہ تعالیٰ نے پتہ دیا ہے جس نے تمام سابقہ انبیاء کرام علیہ السلام کو نبوت بخشی اور مجھے ختمِ نبوت کا مقام مرحمت فرمایا''۔

میں نے عرض کیا کہ ''آپ اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیں تا کہ میں دعوتِ حقہ کو قبول کر کے اسلام قبول کروں''۔

میرے اسلام قبول کرنے پر آنحضرت ﷺ بے انتہا مسرور ہوئے۔

(الصواعق المحرقة لابن حجر، صفحہ148- 147،مطبوعہ مصر)

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے چرچے کا کیا کہنا کہ ایک بوڑھا عالم کیسی تمنا لئے بیٹھا تھا اُس کے پیغام سے اندازہ لگائیے۔

(۲) نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ آپ کے یارِ غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف چرچا بلکہ اُن کی صورت و سیرت کا کامل نقشہ اللہ تعالیٰ نے سابق صحیفوں میں لکھوا دیا یہاں تک کہ ان کی ران کا تِل بھی لکھ دیا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ پر پہلا معجزہ ہی علم غیب کا ثبوت ہے جس کی تصدیق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آنے والے تمام ایمان والوں کو سبق دیا کہ اصلی ایمان وہی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب کی تصدیق ہو۔

حضرت انس بن نضر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تِل

حضرت انس ابن نضر (انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غزوۂ بدر میں حاضر نہ تھے۔ اُنہوں نے چاہا کہ غزوۂ اُحد میں حاضر ہو کر تلافی کر کے گزشتہ عدم حاضری کا بدلہ کریں۔ جب اُنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے سُنا ہے حضور ﷺ شہادت پا چکے ہیں اِس کے بعد وہ صحابہ کے پاس پہنچے اور کہا ''کیا یہ جائز ہوگا کہ تم زندہ رہو اور تمہارے نبی (ﷺ) کو شہید کر دیا جائے''۔ یہ کہہ کر تلوار کشید کر کے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اتفاقاً سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اُن سے فرمایا ''خدا کی قسم مجھے اُحد کی طرف

سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے"۔ اِس کے بعد لشکرِ کفار کے قلب پر حملہ کیا اور خوب دادِ شجاعت دی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے ۔اور یہ بات پایۂ صحت کو پہنچی کہ اُن کو اسی (۸۰) کے قریب زخم آئے تھے۔ چنانچہ اُن کا جُثّہ شریف (جسم مبارک)، شہیدوں کے درمیان معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اُن کی بہن نے اُن کی انگلی کے ایک تل سے اُنہیں پہچانا۔

سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ

المناقب الموفق میں ہے کہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھود کر آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں جدا جدا کر رہے ہیں اور پھر اُن ہڈیوں کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ نیند سے اُٹھے تو آپ اُس خواب سے نہایت خوفزدہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ اِسی پریشانی اور خواب کے عالم میں بصرہ پہنچے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ " آپ اپنی پشت سے قمیض اُٹھائیں "۔امام ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے دو (۲) کاندھوں کے درمیان ایک تل کا نشان پایا۔ آپ نے دیکھ کر نہایت مسرت میں فرمایا کہ " آپ ہی وہ ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں جن کے متعلق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادتیں دی تھیں اور آپ اِس خواب کی روشنی میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں زندہ کریں گے"۔ (مناقب الموفق)

آخری گزارش : فقیر نے کالے تل کے خواص لکھ کر بعض بزرگوں کا ذکر کیا ہے جن میں ایک نبی، ایک صدیق، ایک صحابی اور ایک امام رضی اللہ تعالی عنہ شامل ہیں اور بطورِ نمونہ اُنکے تل کا ذکر کر دیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے بارے میں تل کا خاصہ پڑھ کر اپنا معاملہ خود سمجھ سکے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان